کے عزم واستقلال، مصائب وآلام کے ساتھ پامردی سے مقابلہ، طوفانی تھپیڑوں سے نبرد آزمائی، عالی حوصلگی، غیر متزلزل یقین ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ اپنے ہمعصر بہت سے ساتھیوں سے دعوت وتبلیغ، علم وآگہی اور آثار علمیہ میں کوسوں آگے نکل گیے۔ شاید آپ بھی شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی گم شدہ اور مطلوبہ ہستی تھا۔

یقین محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتح عالم — جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

نگہ بلند ، سخن دل نواز ، جان پر سوز — یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

آپؒ سے قبل حکیم شاعر ابوالطیب متنبّی نے " من طلب العلا سهر الليالى "، کے اسی قاعدے کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا تھا کہ

على قدر اهل العزم تأتى العزائم — وتأتى على قدر الكرام المكارم

وتعظم فى عين الصغير صغارها — وتصغر فى عين العظيم العظائم

مولانا راشد صاحب ۲۰۰۳ء میں جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر آپ نے ازراہ کرم ایک طویل انٹرویو سے ادارۃ الترا ث کو نوازا تھا۔ مزید تفصیلات اور شرح وبسط چاہیں تو الترا ث شمارہ (۱۱) کا مطالعہ کیجئے۔

مولانا رضاء الحق صاحب کے لیے صدقہ جاریہ کے طور پر مذکورہ علمی ورثہ کے علاوہ پورا مکان اور باغیچہ مسجد اہلحدیث اور مدرسہ تحفیظ القرآن ڈانگاہ میں شامل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کار خیر کو مرحوم کے میزان حسنات میں ڈال دے۔

تقبل الله مساعيه وحسناته وتجاوز عن زلّاته ۔ ربنا اغفر لنا ولأخواننا الذين سبقونا بالإيمان ۔آمين

حوالہ جات: (۱) تذکرہ علماء وصوفیائے بلتستان۔ (۲) مولانا محمد حسن راشد (برمنگھم) انٹرویو الترا ث سال ۲۰۰۳ شمارہ [۱۱] (۳) مقالہ سوانح علمائے کیریس از طالب ابراہیم عبدالرحیم حال مدینہ یونیورسٹی۔ (۴) مولانا عبدالرحمٰن حنیف حفظہ اللہ تعالیٰ۔ (۵) ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات۔

انمول موتی

انتخاب: طالب علم/ حافظ زبیر عادل

- زبان کی حفاظت دولت کی حفاظت سے زیادہ مشکل ہے۔
- کسی کے منہ پر تعریف کرنا اُسے قتل کردینے کے مترادف ہے۔
- غریبوں پر احسان کرو کیونکہ غریب ہونے میں وقت نہیں لگتا۔
- جہاں اپنی بات کی قدر نہ ہو وہاں چپ رہنا ہی بہتر ہے۔
- دنیا یہ نہیں دیکھتی کہ تم پہلے کیا تھے بلکہ یہ دیکھتی ہے کہ تم اب کیا ہو۔
- اگر عبادت نہیں کر سکتے تو گناہ بھی نہ کرو۔
- مصائب سے مت گھبرائیے کیونکہ ستارے اندھیرے میں چمکتے ہیں۔
- جفاکش اور محنتی کبھی بھی بھوکا نہیں سوتا۔

وحدت امت — قسط 2

تعارف وتاریخ اہل حدیث

عبدالقہار سلفی داریل

تقلید کب سے شروع ہوئی ہے؟ : (یہ تیسری بات ہے)

تقلید کی تعریف اہل اصول سے مختلف الفاظ میں منقول ہے۔[دیکھیے: كتب أصول الفقه ، تنوير العينين ، التقليد وأحكامه وغيره] لیکن ''تقلید'' کی جامع ومانع اور مختصر تعریف شاید بعض قارئین کو ناگوار ہوگی۔لہٰذا اس کی تعبیر خوبصورت الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے: ''کوئی مسلمان' امت اسلامیہ کے جلیل القدر وعظیم المرتبت فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم أجمعین میں سے کسی ایک کو علم وتقویٰ، فقاہت وبصیرت اور زہدوعبادت کی بنیاد پر پسند کر کے اس امید واثق کے ساتھ اُس سے منسوب تمام اقوال وفتاویٰ کو قبول کرے کہ اُس کے پاس ہر بیان کردہ مسئلے میں ضرور صحیح اور مضبوط دلیل ہوگی؛ اور دیگر علمائے امت کے مقابلے میں اُسی کا قول ہی بالکل راجح ہوگا۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ متعدد محقق علماء کا بیان ہے کہ اس قسم کی تقلید چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوئی ہے۔ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں دیکھئے:[حجة الله البالغة ١/١٥٢، أعلام الموقعين ٢/٢٠٠-٢٢٢، تذكرة الحفاظ ٢/٢، الإحكام في أصول الأحكام ص٨٥٨، إرشاد النقاد ص١٤٩ ، لسان الميزان ١/٢٨٠، نصب الراية ١/٣١٧، رد المختار ١/٣٧٦، المعتقد المستفد مع المستند المعتمد بناء نجاة الأبد ٢٠٧-٢٠٨، أعلام الموقعين ٢/١٤٤،٤]

چوتھی صدی ہجری سے چھٹی صدی کے آخر تک بہت سے مسلمانوں نے اسی طرزِ عمل کو جاری رکھا۔

مذاہب اربعہ کی حد بندی :(یہ چوتھی بات ہے)

ساتویں صدی ہجری میں پہلی مرتبہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر عمل کی پابندی کرنے والا ایک ایک قاضی مقرر کیا گیا، تاکہ اکثر لوگوں کو اپنے مقدمات کے فیصلے اور ضروری مسائل میں فتاویٰ دینے کے لیے پسندیدہ قاضی ومفتی میسر آئے۔اس قسم کی سہولت اور ترغیب کی وجہ سے رفتہ رفتہ مقلدین کی تعداد بڑھتی گئی اور حکمرانوں کا میلان بھی اسی طرف ہوگیا۔ہر بادشاہ اپنے ہم مذہب شخص کو قاضی مقرر کرتا گیا......اب ہر فرقہ اپنا اپنا مدرسہ بھی الگ بنانے لگا۔اس کے نتیجے میں عوام بھی فقہی مسائل میں غیر ضروری طور پر بہت زیادہ حساس ہوگئے۔ہر فرقہ اپنے مذہب کو راجح ثابت کرنے اور دوسرے کے قول کو مغلوب جتلانے

کی تدبیریں اختیار کرنے لگا......اس صورت حال سے حکمران بہت تنگ آ گئے اور آخر کار 665ھ میں مصر کے شہر قاہرہ میں بادشاہ ظاہر بیبرس نے ''**امن وامان اور مذہبی رواداری**'' قائم کرنے کی خاطر فقہی اختلافات کو ممکنہ حد تک محدود کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے دربار کے اہل علم سے مشورہ کر کے یہ قانون طے کیا کہ: ''**اہل سنت والجماعت کے چار مذاہب برحق ہیں، ان ہی میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے اور خروج عن المذہب ممنوع ہے۔**''

یہ اس حکمران کی طرف سے لوگوں میں اخوت اسلامیہ اور اتفاق واتحاد پیدا کرنے کی ایک تدبیر تھی؛ جیسے کہ عصر حاضر کے اکثر حکمران بھی قیامِ امن کی خاطر یہ فارمولا پیش کرتے ہیں: ''**اپنا عقیدہ مت چھوڑو، دوسرے کا نظریہ مت چھیڑو!**''

اُس دور کے اکثر لوگوں نے اس تدبیر کو پسند کیا، حتیٰ کہ بعض متاخر مصنفین نے اِسی سیاسی تدبیر کو باقاعدہ اسلامی قانون جیسی حیثیت دے کر اپنی کتابوں کی زینت بنایا۔[دیکھیے: درالمختار نولکشور ۲۶۰، شامی محتبائی ۱۹۰/۳] مزید معلومات کے لیے دیکھئے:[تاریخ مقریزی ۳۴٤/۲، البدر الطالع ۲٤/۲] اس طرح ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیھم کے نام سے مذاہب کی پابندی کا سلسلہ ساتویں صدی سے شروع ہوا۔ آٹھویں صدی بھی اسی حال میں گزری۔

نویں صدی کے حالات:

اس دور تک عوام کے علاوہ خواص حتیٰ کہ بہت سارے علماء وفقہاء نے بھی ائمہ اربعہ کی نسبت کی پابندی اختیار کر لی تھی۔ رفتہ رفتہ ان فقہی مذاہب سے نسبت کی شدت یہاں تک پہنچی کہ نویں صدی کے اوائل میں سلطان فرخ بن برقوق نے بیت اللہ شریف میں مصلائے ابراہیمی کی جگہ مذاہب اربعہ کے نام سے چار مصلے قائم کر دیے۔

شوکانیؒ کہتے ہیں کہ اُس زمانے کے علمائے دین نے اِس فیصلے کی شدید مخالفت کی۔[إرشاد الفحول، البدر الطالع ۲٦/۲] جید علمائے دین کی مخالفت کے باوجود حکمرانوں، دربارشاہی تک رسائی رکھنے والے علماء وفقہاء اور عوام الناس کے بل بوتے پر یہ چاروں مصلے تیرہویں صدی تک لگاتار قائم رہے۔

''لا تزال طائفة ......'' کی نبوی پیشگوئی کے مطابق علمائے دین کی ایک ایسی جماعت ہر زمانے میں بدستور قائم رہی جو علم وتحقیق کے میدان میں واقع ہونے والی اس سردمہری پر کڑھتے تھے، ہاں اقتدار سے محروم ہونے کی وجہ سے وہ اس نئے رائج شدہ طریقے کو ختم کرانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

ظاہر شاہ بیبرس نے مذہبی فضا کو خوشگوار بنانے اور مسلمانوں کے آپس میں امن واخوت اجاگر کرنے کی خاطر جو کوشش کی تھی، اس کا اثر زیادہ دیرپا ثابت نہ ہوسکا، بلادِ اسلامیہ میں جرائم کا سلسلہ بڑھتا رہا اور امن وامان مفقود ہوگیا؛

لوگوں کی جان و مال اور عزت وآبرو خطرے میں پڑگئیں۔حتیٰ کہ حاجیوں کے قافلے بھی پوری طرح مسلح ہو کر نکلتے ،لیکن کم ہی خوش قسمت قافلے صحیح سالم حالت میں حرم شریف تک پہنچ پاتے تھے۔

چودھویں صدی ہجری : چودھویں صدی میں ریاض کے ایک عالم دین محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے شرک وبدعات اور بڑھتے ہوئے جرائم کے خلاف تبلیغی تحریک شروع کی؛اس تبلیغ سے متأثر ہوکر 1343ھ میں بانی سعودی حکومت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حدود وقصاص کا نظام سختی سے نافذ کر کے امن قائم کیا۔بیت اللہ شریف میں ابتدائے اسلام سے قائم ایک ہی مصلی کو بحال کر کے غیر متعصب اور سنی العقیدہ، کتاب وسنت پر عمل کرنے والا امام مقرر کیا۔

برصغیر میں اہلحدیث کی آمد کب سے اور کہاں سے شروع ہوئی ؟

آج کے علمی وتحقیقی دور میں بھی بعض علماء فرماتے ہیں کہ ’’برصغیر میں پہلے اہل حدیث نہیں تھے،سارے برصغیر میں اسلام کی اولین تبلیغ احناف نے پیش کی ہے اور اہلحدیث تو حکومت برطانیہ کے دور میں یہاں آئے ہیں۔‘‘

جواب: تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر پاک وہند میں سب سے پہلے اسلام کی دعوت لے کر آنے والی جماعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی، جن میں سے بعض کے نام تاریخ میں بھی موجود ہیں:

پہلا قافلہ: **عثمان بن أبی العاص الثقفی ، حکم بن أبی العاص الثقفی، مغیرة بن أبی العاص الثقفی، ربیع بن زیاد الحارثی المذحجی ، الحکم بن محمدبن عمرو الثعلبی الغفاری، عبداللہ بن عبداللہ الأنصاری ، سھل بن عدی الخزرجی الأنصاری ، شھاب بن مخارق بن شھاب التمیمی، صحاربن عباس العبدی ، عاصم بن عمرو تمیمی ، عبداللہ بن عمیر الأشجعی ، نسیر بن دیسم بن ثورالعجلی** رضی اللہ عنہم۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھیوں سمیت بحری بیڑوں کے ذریعے سے ہندوستان تشریف لائے اور بمبئی کے قریب تھانہ اور بھڑوچ کی طرف پیش قدمی کر کے ان بندرگاہوں کو فتح کرلیا۔

دوسرا قافلہ: ہندوستان کی طرف دوسرا قافلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آیا۔ان میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں: **حکیم بن جبلة العبدی ، عبید اللہ بن معمر التمیمی، عمیر بن عثمان بن سعد التمیمی ، مجاشع بن مسعود السلمی ، عبد الرحمن بن نسمرة القرشی** رضی اللہ عنہم۔

ان مجاہد صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکران،سندھ اور بلوچستان کے متعدد علاقے، گجرات، کاٹھیاواڑ اور راجستھان فتح کیے۔

تیسرا قافلہ: تیسرا قافلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آیا،جس میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں:

خريت بن راشد الناجي الشامي، عبيد الله بن سويد التميمي، كليب أبو وائل ﷺ۔

یہ حضرات بالائے مکران سے ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے؛ پھر وہاں سے چل کر قیقان پہنچے اور اس کے قرب وجوار کے علاقے فتح کیے۔ یہ 38ھ کے اواخر اور 39ھ کے اوائل کا واقعہ ہے۔

چوتھا قافلہ: چوتھا قافلہ حضرت امیر معاویہ ﷺ (ت: ٦٠/٧/٤ھ) کے عہد حکومت میں آیا؛ جن میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں: عبداللہ بن سوار العبدی، یاسر بن سوار العبدی، سنان بن سلمة الهذلي، مهلب بن أبي صفرة الأزدي العتكي ﷺ۔ انہوں نے برصغیر کے بعض دور دراز علاقوں کو پامال کر کے سندھ کے شہر قذابیل کو فتح کیا اور برابر آگے بڑھتے ہوئے بنوں اور کوہاٹ (صوبہ خیبر) تک پیش قدمی کی۔

پانچواں قافلہ: یزید بن معاویہ (ت: ٦٤/٣/١٤ھ) کے زمانے میں ہندوستان آیا۔ ان مجاہدین میں سے صرف ایک صحابی کا نام تاریخ میں ملتا ہے: "منذر بن جارود العبدی ﷺ" آپ اپنے مجاہد ساتھیوں کے ہمراہ 60ھ میں ہندوستان آئے اور بوقان، قلات اور خضدار کی فتوحات میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ پھر ان ہی مفتوحہ علاقوں کے عامل (گورنر) مقرر ہو کر ہم وطنوں اور اہل اسلام کی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

صحابہ کرام ﷺ پر مشتمل یہ پانچ قافلے ہندوستان میں بحیثیت فاتح داخل ہوئے، جن میں سے صرف پچیس کے نام تاریخ میں بیان کیے گئے ہیں۔ نیز عرب اور ہندوستان میں تجارتی قافلوں کی آمد و رفت قدیم دور سے جاری تھی اور مسلمان تاجروں کی سیرت و کردار سے متاثر ہو کر بھی بہت سے لوگ دین اسلام کی قبولیت کا شرف حاصل کر چکے تھے۔

زمانہ تابعین رحمة الله عليهم أجمعين:

تابعین کے زمانے میں ہندوستان آنے والے تقریباً 42 مجاہدین کے اسمائے گرامی تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے برصغیر میں اہلحدیث کی آمد: صفحہ ۸۹-۱۱۳ کا مطالعہ کریں۔) انہوں نے ملتان، شہرا روڈ، ارمائیل، کواب اور لسبیلہ کو فتح کیا۔ ان بیالیس تابعین رحمهم الله أجمعين سمیت مجاہدین پر مشتمل اسلامی فوج کا سپہ سالار محمد بن قاسم رحمة الله عليه تھا۔ آپ حجاج بن یوسف کے حکم سے 92ھ میں ہندوستان پر حملہ آور ہوئے اور ظالم حکمران "راجا داہر" کو شکست دے کر یہاں کے عوام کو اسلامی عدل وانصاف کا نمونہ دکھایا؛ اس طرح دیبل سے ملتان تک برصغیر کے نہایت اہم علاقوں کو بآسانی فتح کیا۔

اسی طرح تاریخ کی کتابوں میں 18 تبع تابعین رحمة الله عليهم کے بھی نام ملتے ہیں جو ہندوستان آئے اور یہاں اسلام کی دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان تمام اسلاف رحمة الله عليهم أجمعين کے تفصیلی حالات مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھیے: